

## حجاب و پردہ کا پس منظر:

جسم کے پوشیدہ اعضاء کو چھپانے کے لئے عربی میں عورت اور اردو فارسی میں ستر کا لفظ کیا جاتا ہے۔ اولاد آدم پتھر کے زمانے سے ہی اپنے ستر کو چھپاتی چلی آرہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب عقل و شعور میں پختگی آئی اور انسان نے معاشرتی آداب و اخلاق کو اپنایا تو اس کے لباس میں اور زیادہ شائستگی آتی گئی۔ چنانچہ تمام ادیان عالم نے انسان کو مہذب لباس پہننے کی تعلیم دی عیسائیت میں اگر عورت کے لباس پر نور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ستر ہی نہیں چھپاتی تھی بلکہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سوا باقی تمام جسم کو کپڑوں سے چھپاتی تھی۔ کلیسا میں زندگی گزارنے والی عیسائی عورتیں آج بھی اسی لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعضاء مستورہ کو چھپانا طبعی، عقلی اور شرعی ہر لحاظ سے لازمی ہے۔ تمام انبیائے کرام ﷺ کی شریعتوں میں یہ فرض رہا ہے۔

دین اسلام کا مل ضابطہ حیات ہے، لہذا دین اسلام نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ حیاء کا تقاضا ہے کہ معاشرے عریانی و فحاشی کو یکسر ختم کر دیا جائے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا تو فرمایا کہ

## وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْنَا

زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔

شریعت محمدی ﷺ نے قیامت تک کے لئے انسانوں کو اپنے چشمہ صافی سے فیضیاب کرنا تھا، لہذا اس میں جن کاموں کو حرام قرار دیا گیا ان کے ذرائع کو بھی ممنوع فرما کر شیطان کے داخلے کا ہر سوراخ بند کر دیا۔ مثلاً

• شراب کو حرام قرار دیا تو اس کے بنانے، بیچنے، خریدنے اور کسی کو دینے کو بھی حرام قرار دیا۔

• سود کو حرام قرار دیا تو معاملات فاسدہ سے حاصل ہونے والے نفع کو بھی سود کی طرح مال خبیث قرار دیا۔

• شرک کو حرام قرار دیا تو تصویریں بنانے اور بت تراشنے کو بھی حرام قرار دیا۔

• زنا کو حرام قرار دیا تو اجنبی عورت کو دیکھنے، چھونے، شہوت بھرا کلام کرنے اور دل میں خیال جمانے کو بھی حرام قرار دیا۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ بے پردگی ہی زنا کا سبب بنا کرتی ہے۔ اسی لئے دین اسلام نے عورت کو حجاب میں رہنے کا حکم دیا۔ قدسی نفوس نے تو حجاب کی اہمیت کو از خود محسوس کر لیا۔ چنانچہ ۵ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ان نساءك يدخل عليهن البر والفاجر  
فلو حجبتهن فانزل الله آية المحجاب (۲)

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی ازواج کے پاس نیک اور گناہ گار داخل ہوتے ہیں تو اگر آپ ان کو پردے کا حکم فرمائیں۔ اس پر پردے کی آیات نازل ہوئی۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ حجاب سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر احادیث ہیں۔ حجاب سے مراد یہ ہے کہ حتی الوسع عورت گھر میں ہی رہے۔ اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو اپنے جسم اور زیب و زینت کو چادر برقعے کے ذریعے غیر محرم سے چھپائے۔ پس ستر عورت یعنی پوشیدہ اعضاء کو چھپانا اور حجاب دو الگ الگ مسائل ہیں ان کا موازنہ ضروری ہے۔

ستر عورت تمام شریعتوں میں فرض رہا، ستر عورت خلوت و جلوت دونوں میں ہی ضروری ہے، ستر عورت مردوں اور عورتوں دونوں پر لازم ہے، ستر عورت شرم و حیا کی ابتداء ہے۔

حجاب (پردہ) کا حکم امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ۵ ہجری میں ملا ہے۔ حجاب عورت کے لئے غیر مردوں کے سامنے لازم ہے، حجاب کا حکم فقط عورت پر فرض ہے، عورت کا حجاب شرم و حیا کی انتہاء ہے۔ (۳)

پردہ کے سلسلے میں سب سے پہلے یہ بات یاد رہے کہ پردہ اللہ کی جانب سے فرض کیا گیا ہے، اس میں عورت کی عصمت و عفت ہی کا خیال رکھا گیا ہے، پردہ عورت کو غیر مردوں کی نگاہ سے بچاتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے، مغرب میں پردہ نہیں وہاں کی عورتیں آزاد اور بے حجاب ہیں، مگر کیا اس آزادی سے وہاں کی عورتیں محفوظ ہو گئی ہیں، کون نہیں جانتا کہ بے پردگی نے مغرب کی عورت کو سخت نقصان پہنچایا، دنیا میں سب سے زیادہ ناجائز بچے مغرب ہی نے پیدا کئے، مغرب ہی کی لاکھوں عورتوں نے شادی کے بغیر ماں بن کر اپنی قیمتی ہستی تباہ کی، اس بے راہ روی، بد اخلاقی

اور بے عزتی اور سماج کی تباہی کو دیکھ کر وہاں کی حکومتوں کو کارروائی کرنی پڑ رہی ہے، مغرب والے برسوں کی بد اعمالی کی سزا اب بھگت رہے ہیں اور اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم نے خدائی احکامات کو چھوڑ کر غلطی کی، مرد فطرتاً عورت کا پرستار ہوتا ہے، وہ عورت کی طرف بے اختیار کھینچتا ہے، عورت کے لئے مذہب، رسوم و رواج، خاندان، عقیدے، حد یہ کہ تخت و تاج اور بادشاہی کو بھی چھوڑ دینے کی روایتیں عام ہیں، عورت کے لئے لوگوں نے جنگیں لڑی ہیں، خون کیا ہے، اس کی حاجت کے لئے جان تک قربان کی ہے، جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں ہے اخبارات میں آپ پڑھتے ہیں اور لوگوں سے زبانی سنتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کوئی معمولی چیز نہیں، ایک عظیم شے ہے، جس کی حفاظت لازمی و ضروری ہے، وہ لوگ جو عورت کو بے پردہ رکھنے کی باتیں کرتے ہیں، وہ حقیقت میں عورت کے دوست نہیں دشمن ہیں۔

دوسری بات یہ یاد رہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا اور اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کا بے تکلف ملاقات و اختلاط نہ کرنا یہ کوئی آج نئی بات نہیں، بلکہ تمام انبیاء و صلحاء و شرفاء میں ہمیشہ سے رہی ہے، کیونکہ یہ حیاء و غیرت فطری و قدرتی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی دو صاحبزادیوں کا قصہ جو قرآن کریم میں آیا ہے کہ اس میں لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے بستی کے کنویں پر گئیں، جہاں لوگوں کا ہجوم تھا اور وہ سب اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے قرآن کریم میں ہے کہ یہ لڑکیاں ایک طرف الگ کھڑی ہو گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کا اس وقت اتفاقی طور پر مسافرانہ انداز میں وہاں سے گزر ہوا تو ان لڑکیوں کو علیحدہ کھڑے دیکھ کر دریافت کیا جواب میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں نے صرف دو باتیں بتلائیں۔

① پہلی بات یہ کہ اس وقت یہاں مردوں کا ہجوم ہے ہم اپنے جانوروں کو اس وقت پانی پلائیں گے جب یہ لوگ فارغ ہو کر چلے جائیں گے۔

② دوسری بات یہ بتائی کہ ہمارے باپ بوڑھے ضعیف ہیں، جس کی وجہ سے ہمیں یہ کام بطور مجبوری کرنا پڑتا ہے ورنہ گھر سے باہر کا کام تو صرف مردوں کا ہے،

اس کے بعد ان دونوں لڑکیوں نے جب گھر میں جا کر اپنے والد محترم کو صورت حال بتائی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادیوں کو حکم دیا کہ جاؤ ان کو بلا کر لاؤ، جب وہ بلائے گئیں تو عورت سمجھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نگاہیں نیچے کر لیں، پھر جب چلنے کا نمبر آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام



(گناہ کا کام) ہے

اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہائے دین و علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ پردہ نسواں کے متعلق سب سے پہلے نازل ہونے والی یہی آیت مذکورہ ہے اور اس آیت میں اصل مفہوم پردہ نسواں ہے یہ بھی یاد رہے کہ باری تعالیٰ کا حکم اگرچہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے، مگر سب نزول چوں کہ یہ خاص واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں ہوا اس لئے عنوان میں ”بیوت النبی“ (نبی کے گھر) کا ذکر خاص طور پر مزید فرمایا گیا ہے ورنہ حکم سب مسلمانوں کے لئے عام ہے کیونکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر مامور ہیں، اور عام طور پر جو احکام آپ کے حق میں نازل ہوئے ہیں وہ ہمارے لئے بھی ہیں۔ بجز ان امور کے جن کے متعلق یہ تصریح ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہیں۔ آیت مبارکہ میں خاص پردہ نسواں کے متعلق بیان ہے اور اس میں یہ حکم بھی ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تم سے پردہ کیا کریں گی، اس میں سبب نزول خاص واقعہ کی بناء پر ہے اور تعبیر میں خاص ازواج مطہرات کا ذکر ہے، مگر حکم تمام امت کے لئے عام ہے، لہذا جب تم ان سے (یعنی غیر محرم عورتوں سے) کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر کھڑے ہو کر وہاں سے مانگا کرو، یہاں پر اللہ پاک نے عورتوں کو پس پردہ رہنے کا حکم دیا اور مردوں کو یہ حکم ملا کہ اول تو مردوں کو اجنبی عورتوں کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہیں چاہئے، ہاں اگر ضرورت پیش آجائے کلام کی یا کسی چیز مانگنے کی، مثلاً استعمال کی چیز، برتن، کپڑا، کھانے کی چیزیں یا کتاب وغیرہ تو سامنے آکر نہ لیں اور نہ ہی بالکل آنے سامنے آکر بات کریں، بلکہ پردے کے پیچھے سے مانگ لیں، یہ ہدایت ہے مردوں کے لئے، عورتوں کے لئے قرآن کا حکم یہ ہے کہ شرارت و فتنہ اور ذلت و بہتان سے بچنے کے لئے امہات المؤمنین کی نیک عادت کو اپنائیں، امہات المؤمنین کی عادت شریفہ اور طریقہ حسنہ یہ تھا کہ اول تو غیر مرد اور اجنبی مرد سے کلام ہی نہیں کرتی تھیں، اگر بضرورت شدیدہ باتیں کرتیں تو منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز بدل کر باتیں کرتیں تھیں، تاکہ کسی غلط آدمی کو غلط خیال نہ ہو۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں یہ بات لکھی ہے کہ اگر شوہر کا کوئی دوست یا اس کا جاننے والا اس کی عدم موجودگی میں آئے تو حیاء و شرم کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے، ہاں گرایسے شخص سے کلام پیش آئے تو آواز بدل کر گفتگو کرے، یہ سنت ہے تاکہ کسی کے دل میں ناجائز خیال پیدا نہ ہو۔ (۵)

## ذَلِكُمْ أَظْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۗ (۶)

یہ (ساری) باتیں (ہمیشہ کے لئے) تمہارے اور ان کے دلوں کے نفسانی وساوس اور اندیشوں سے پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب اور عمدہ طریقہ ہیں (جو بھی انسان اپنی عصمت و عفت اور شرافت و عظمت و مرتبہ کی قدر جانتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت ان کے لئے قرآن کی اس ہدایت پر بحیثیت مسلمان ہونے کے عمل کرنا واجب ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پردہ کی اس آیت کی حقیقت سے میں سب سے زیادہ واقف ہوں، کیونکہ یہ آیات جس واقعہ پر نازل ہوئیں ہیں اس وقت میں بالکل حضور ﷺ کے سامنے تھا، واقعہ یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بعد رخصت ہو کر نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں داخل ہوئیں تب آپ ﷺ نے ولیمہ کے لئے کچھ کھانے پکوائے اور لوگوں کو رات کے وقت ولیمہ کی دعوت دی، عام لوگ تو کھانے سے فارغ ہو کر رخصت ہو گئے، مگر کچھ لوگ آپس میں بیٹھ کر باتیں کرنے میں لگ گئے، حضور ﷺ آخر تک آ کر اٹھے اور ازواج مطہرات کے یہاں کئی چکر لگائے۔ پھر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ حضرات اب بھی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں، آپ ﷺ پھر پلٹ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جا بیٹھے اس دوران حضرت زینب رضی اللہ عنہا حیا کی وجہ سے دیوار کی طرف رخ پھیرے ہوئے وہیں الگ بیٹھی ہوئی تھیں، تاکہ کوئی دیکھ نہ لے اچھی خاصی رات گزر جانے پر جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلنے گئے ہیں تب آپ ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور آ کے دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فطری غیرت و حیا کی وجہ سے دیوار کی جانب منہ کیئے ہوئے بیٹھی ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حجاب اور پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے بھی مردوں اور عورتوں میں بے تکلف ملاقات و گفتگو کا رواج نہیں تھا، اس کے بعد ناگزیر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ خود ان بری عادات پر لوگوں کو متنبہ فرمائے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ہمیں پڑھ کر سنایا پھر سب سے پہلے ازواج مطہرات کے گھروں کے دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے اور چونکہ حضور ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لئے نمونے کا گھر تھا اس لئے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹک گئے۔ (۷)

پردے کا حکم نافذ ہونے کے بعد ایک دفعہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ حضور انور ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور حضرت صفیہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ

کے پیچھے سوار تھیں، اتفاقاً حضور انور ﷺ کی اونٹنی کا پاؤں پھس گیا، حضرت ابوطالبہ رضی اللہ عنہما فوراً اپنی سواری پر سے کود کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو آپ ﷺ کو کوئی چوٹ تو نہیں لگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نہیں تم سب سے پہلے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھو۔ یہ سن کر حضرت ابوطالبہ رضی اللہ عنہما نے پہلے تو اپنے چہرہ پر کپڑا ڈالا۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان کے قریب پہنچ کر ان کے اوپر کپڑا ڈال کر ان کو چھپا دیا، اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں، پھر اسی طرح مستور کر کے ان کو سواری پر سوار کیا، دونوں حضرات سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلے، ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کے ارد گرد چل رہے تھے۔ (۸)

اس حدیث مذکورہ نے پردہ کی اہمیت اور اہتمام کو کتنا روشن کیا ہے یہ ہر صاحب عقل بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے لیکن ناقابل بیان افسوس یہ ہے کہ آج کے کیا عالم کیا جاہل کیا خواص کیا عوام، سبھی رات دن اپنے عمل سے ان تمام چیزوں کی نفی کر رہے ہیں اور باطل پہ مرنے والے ہیں، یقیناً جس شخص کو اللہ نے صحیح سمجھ دی ہے اور جس کو صحیح بینائی عطا کی ہے وہ خود اپنی عقل سے سوچ سکتا ہے اور اپنی آنکھ سے باآسانی دیکھ سکتا ہے، کہ جو کتاب اللہ مردوں کو عورتوں سے رو برو بات کرنے سے روکتی ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرنے کی مصلحت یہ بتاتی ہے کہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی و بہتری کے لئے ازواج مطہرات کا یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے اب آخر اس قرآن کی تعلیم کے خلاف مخلوط مجالس اور مخلوط تعلیم اور جمہوری ادارات اور دفاتر میں مردوں اور عورتوں کا بے تکلف میل جول اور رفتار و گفتار کس قدر ناقابل برداشت ہے؟ اگر کسی کو قرآن و حدیث کی پیروی نہیں کرنی ہو تو اسلام سے قطع تعلق کا اعلان کرے، تاکہ اسلام کے نام پر کسی کو دھوکا نہ دے سکے، لیکن یہ تو انتہائی جہالت اور ذلیل حرکت ہے کہ وہ قرآن کے صریح احکام کی خلاف ورزی بھی کرے اور پھر ڈھٹائی اور سینہ زوری کے ساتھ یہ بھی کہے کہ یہ اسلام کا ”طریقہ“ ہے، آخر وہ اسلام کا کونسا طریقہ اور کونسی دلیل ہے جو قرآن و حدیث کے باہر کسی جگہ ان لوگوں کو مل جاتی ہے؟ اگر آپ بحیثیت مسلمان ہونے کے قرآن و حدیث سے انحراف کر کے مغربی راستے پر تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو اسلام کا نام بھی زبان پر نہ لائیں اور دین سے واسطہ ختم کریں تاکہ آپ بعد میں اس کے نام کو استعمال کر کے دھوکہ سے کسی کو گمراہ نہ کر سکیں اور آپ کی رسوائیاں اور بربادیاں اسلام اور اہل اسلام کے لئے باعث ننگ و عار نہ بن سکیں۔

إِنَّ ذُلُكُم كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِنَّ تَبْدُؤًا شَيْئًا أَوْ  
تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (۹)

بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی بھاری معصیت اور غضب کی بات ہے کہ تم بحیثیت مسلمان ہونے کے شریعت محمدی کو چھوڑ کر باطل طریقے کو اپنارہے ہو اور خالق حقیقی و مالک اصلی کی خوشنودی اور رضا جوئی کے بجائے شیطان اور نفس کے غلام بن کر رہی رہے ہو یا درکھو اللہ پاک اپنے بنائے ہوئے ہر انسان کے ظاہری و باطنی یہاں تک کے دلوں کے ارادوں اور خیالات سے بھی اچھی طرح واقف ہے، چاہے تم کسی چیز کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، یا کسی معصیت کو دل میں یا نیت میں پوشیدہ رکھو، غرض کسی گوشے میں بھی اگر کوئی وسوسہ پالتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے، اللہ کی نگاہ میں تمہاری چوری چھپی نہ رہ جائے گی، اور تم اس کی گرفت سے نہیں بچ سکو گے، پس تم جیسا کر گے ویسی ہی تمہیں جزا سزا ملے گی۔

وَأَتَقِينِ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ (۱۰)

اے عورتوں! ان احکام مذکورہ کی تعمیل میں اللہ سے ڈرتی رہو، کہ کسی حکم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ حکم اللہ کے نافرمانی کرنے سے نہایت ہی اپنے آپ کو بچا کے رکھو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔

(خداوند قدوس کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ خواتین کو چاہئے کہ کسی ایسے شخص کو اپنے گھروں میں آنے نہ دیں جو غیر محرم اور اجنبی ہوں، دوسری بات یہ کہ خواتین کو یہ روش ہرگز نہ اختیار کرنی چاہئے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں تو پردے کی پابندی کریں مگر جب موجود نہ ہو تو غیر محرم مردوں کے سامنے پردہ کا خیال نہ رکھیں، اور ان سے بے تکلف گفتگو کا سلسلہ جاری رکھیں ان کا رویہ اور رفتار خواہ ان کے شوہر سے چھپا رہ جائے مگر اللہ سے تو نہیں چھپ سکتا جو عورت ایسی حرکت کرے گی اس کو ضرور سزا ملے گی اس جگہ یہ بات قابل غور ہے کہ یہ پردے کے احکام جن عورتوں و مردوں کو دینے گئے ہیں ان میں عورتیں تو اواج مطہرات ہیں جن کے دلوں کو پاک صاف رکھنا حق تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لے لیا ہے، دوسری طرف جو مرد مخاطب ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، جن میں بہت سے حضرات کا مقام فرشتوں سے بھی آگے ہے اور بہت سے حضرات کو جنت کی بشارت تو دنیا ہی میں دے دی گئی ہے لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے بھی ان کی طہارت



قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مرد و عورت کے درمیان پردہ کرایا جائے، آج وہ کون ہے جو اپنے نفس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے نفس سے زیادہ پاک اور عورتوں کے نفوس کو ازواجِ مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعویٰ کر سکے؟ اور یہ سمجھے کہ ہمارا اختلاط عورتوں کے ساتھ کسی خرابی کا باعث نہیں ہے؟ اس مادیت پرست اور نفس پرستی کے دور میں کچھ مرد اور عورتوں نے اپنی کم فہمی اور کم عقلی کی وجہ سے یہ مسئلہ بنا کر رکھا ہے کہ نظر بینی اور عشق بازی اور بے پردگی سے کچھ نہیں ہوتا، انسان کا دل پاک ہونا چاہئے، منہ پر کپڑا یا ”نقاب“ ڈال کر رکھنے سے کیا فائدہ؟ دل صاف ہونا چاہئے، اس نظریہ کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے قرآن کی یہ آیت ملاحظہ کرنی چاہئے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ سِيَّئَاتِهِنَّ غَيْرَ مُتَّبِعَاتٍ بِزِينَةٍ وَاَنْ يَسْتَغْفِنَ حَيْزُلَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۱﴾

یعنی جو عورتیں بوزھمی ہوں وہ اگر اپنے زائد کپڑے اتار کر رکھ دیں جیسے اوپر تلے کپڑے ہوں اور اوپر کا کپڑا اتار دیں، بشرطیکہ بدل ظاہر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن اس حالت میں بھی اپنے موضعِ زینت کو ظاہر نہ کریں، مثلاً گردن، کان کہ ان میں زیور پہنا جاتا ہے۔

اور اس آیت کے آگے ارشاد فرمایا کہ:

وَاِنْ يَسْتَعْفِنْنَ حَيْزُلَهُنَّ

پس یعنی اگر یہ زائد کپڑے اتار کر رکھنے سے بچیں وہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے جب بوزھیوں تک کے لئے یہ حکم ہے تو اے نوجوان عورتوں! تم کو کہاں اجازت ہوگی کہ دور کے رشتہ داروں کے سامنے بے محابا آ جاؤ اور اجنبی مردوں سے پردہ نہ کرو اور شدتِ مجبوری سے گھر سے باہر چلتے وقت منہ پر نقاب نہ رکھو۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ تو کوئی نہ ہوا ہوگا، خود حضور اقدس ﷺ اپنے سے عورتوں کو پردہ کراتے تھے اور ایک مرفوع حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عورت نے حضور اقدس ﷺ کو پردہ کے پیچھے سے خط دیا، اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضور ﷺ عورتوں کو اپنے سامنے نہیں آنے دیتے تھے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا جب حضور ﷺ



ہوتی تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہیرے جو اہرات کا بیوپار کرنے والے ایک ایک ہیرے کو چھپا کر رکھتے ہیں، سونے چاندی کے زیورات کا بیہ کر لیا جاتا ہے اس لئے کہ چوری نہ ہو جائے، کوئی اٹھا کر نہ لے جائے، کیا بیہ والے اجسٹ ہیں؟ اب اگر کوئی اپنی کم عقلی کی وجہ سے یہ کہے کہ چھپا کر رکھنے سے اشتیاق اور بڑھ جاتا ہے اور چورئی کا خطرہ زیادہ رہتا ہے مثلاً جس صندوق کو نہ کھولنے کی تاکید نوکر کو کی جاتی ہے، اسی صندوق پر اس کی نظر زیادہ ہوتی ہے، برقع پوش عورتوں کا جس قدر تعاقب کیا جاتا ہے، بے پردہ عورتوں کا اتنا نہیں کیا جاتا، تو جناب یہ سب باتیں کم عقلی اور کم علمی کا ثبوت ہیں یہ دلائل اپنی جگہ بے وزن و بے جان ہیں اگر یہ دلائل مان لئے جائیں تو پھر مکان و دکان کے دروازے بھی بے کار بن جاتے ہیں اور انسان کے لئے کپڑے پہننا بھی بے وقوفی کی نشانی بن جائے گا۔ کیونکہ کپڑے بھی تجسس پیدا کرتے ہیں۔ غرض عورت، قدرت کی ایک عظیم شے ہے اور دنیا میں بہت ہی قیمتی چیز ہے، جس کے لئے تخت و تاج کو حقیر سمجھا گیا ہے، اس لئے اس کی حفاظت و نگرانی سب سے زیادہ ضروری ہے اور مردوں کی سلامتی بھی اسی میں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کہ "ای شیعہ خیر اللمرأة" یعنی عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے کچھ جواب نہیں دیا، پھر جب میں گھر گیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: "لا یرون الرجال ولا یرونہن" یعنی عورتوں کے لئے سب سے بہتر و افضل یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں" میں نے ان کا یہ جواب آنحضرت ﷺ کے پاس نقل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا صدقت انہا بضعة منی انہوں نے درست کہا بے شک وہ میرے جگر کا ایک ٹکڑا ہے" درحقیقت غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ عورت کے پاس غیر محرم مرد نہ آئیں اور نہ وہ گھر سے باہر نکلے، کیونکہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ (۱۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں اگر آنحضرت ﷺ کو یہ باتیں معلوم ہوتیں جو آج کی عورتوں میں پائی جاتی ہیں، بلاشبہ آپ ﷺ انہیں گھر سے باہر نکلنے سے ضرور منع فرمادیتے۔ (۱۶)

واقعہ اقلک میں جو سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنگل میں رہ جانے کا پیش آیا وہ یہی تھا کہ

ازواج مطہرات بیٹھا کا پردہ صرف برقع، چادر ہی کا نہیں تھا، بلکہ وہ سفر میں بھی اپنے ہودج (شغدف) میں رہتی تھیں یہ شغدف ہی اونٹ کے اوپر سوار کر دیا جاتا تھا اور اسی طرح اتارا جاتا تھا، شغدف مسافر کا مثل مکان کے ہوتا ہے، اس واقعہ میں جب قافلہ چلنے لگا تو حسب عادت خادموں نے شغدف کو یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا، کہ ام المؤمنین اس کے اندر موجود ہیں اور واقعہ یہ تھا کہ وہ اس میں نہیں تھیں، بلکہ طبعی ضرورت کے لئے باہر گئی ہوئی تھیں اس ملاحظہ میں قافلہ روانہ ہو گیا، اور ام المؤمنین جنگل میں تباہ رہ گئیں، واقعہ بہت طویل ہے مجھے صرف یہاں یہ بیان کرنا تھا کہ یہ واقعہ بھی اس بات کا قوی شاہد ہے کہ حجاب شرعی اور پردہ نسواں کا مفہوم رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہرات نے یہی سمجھا تھا کہ عورتیں اپنے مکانوں میں ہوں گھر میں یا سفر میں ہوں تو اپنی شغدف میں رہیں، ان کا وجود غیر مردوں کے سامنے نہ آئے اور جب سفر کی حالت میں حجاب کا یہ اہتمام تھا تو حضر قیام کی حالت میں کتنا اہتمام ہوگا؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اقرب ما تكون من وجه ربها وهي في قعر بيتها

عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر

میں مستور ہو۔ (۱۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ خواتین آئیں اور عرض کرنے لگیں۔ یا رسول اللہ ﷺ ساری فضیلت تو مردھی لوٹ کر لے گئے۔ وہ جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں، ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟ جواب میں فرمایا:

من قعدت منكن في بيتها فانها تدرک عمل المجاهدين

تم عورتوں میں سے جو گھر میں بیٹھی رہے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے

گی۔ (۱۸)

یہ حدیث عورتوں کو گھر میں نکلے رہنے کی ہدایت کو اور زیادہ واضح کر دیتی ہے مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مجاہدوں جمعی کے ساتھ اسی وقت اللہ کی راہ میں لڑ سکتا ہے جب کہ اسے اپنے گھر اور اہل و عیال کی طرف سے پورا اطمینان ہو، اس کی اہلیہ اس کے گھر اور اس کی اولاد کو سنبھالے بیٹھی

ہو اور اسے کوئی خطرہ اس امر کا نہ ہو کہ پیچھے اس کی بیوی کوئی گل کھلا بیٹھی گی، یہ اطمینان جو عورت اسے فراہم کرے گی وہ گھر میں بیٹھے اس کے جہاد میں برابر کی حصہ دار ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو عادتیں مردوں کے حق میں بری سمجھی جاتی ہیں وہ عورتوں کے حق میں بہت اچھی ہیں، مثلاً بخل، تکبر، بزدلی۔ ① اس لئے کہ عورت بخیل ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور موقع بے موقع خرچ کر کے ضائع کرنے سے گریز کرے گی، مغرور ہوگی تو دوسرے لوگوں کو اپنی نرم اور شیریں گفتاری سے متاثر کرنے کی کوشش نہیں کرے گی، ② بزدل شوہر کے خوف سے لرزاں رہے گی اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے گی اور تہمت کی جگہوں سے بچنے کی کوشش کرے گی، اور اجنبی مردوں سے بات کرنے میں ڈرے گی، کہ کہیں میرے شوہر کو پتہ نہ چل جائے۔ (۱۹) (نوٹ) بخل اور تکبر کا جو اصلی روپ ہے وہ ہر شکل میں منع ہے یہاں صرف مثال ہی کا مفہوم مراد ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان المرأة عورة فاذا خرجت استشرها الشيطان و

اقرب ما تكون برحمة ربها وهي في قعر بيتها

عورت پردے کے اندر رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے (مطلب

گھر سے باہر قدم رکھتی ہے) تو شیطان اس کو تاکتا ہے۔ (یعنی اس عورت کو

مسلمانوں میں برائی پھیلانے کا ذریعہ بناتا ہے) عورت اللہ کی رحمت سے

قریب تر اس وقت ہوتی جب وہ اپنے گھر میں رہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ

تمہاری بیویاں بازاروں میں سڑکوں پر کا فر عورتوں کے ساتھ گھومتی پھریں اور اپنا جسم مردوں کے

جسم کے ساتھ رگڑ کر چلیں، اللہ اس کا بہت برا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو۔ (۲۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں پر

اللہ کی جنت حرام ہے:-

① وہ شخص جس نے ہمیشہ شراب پی۔

② وہ شخص جس نے والدین کی نافرمانی کی۔

⑤ دیوث پر۔

اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دیوث کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بے حیا مرد جس کو اس بات کی پروا نہیں کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے اور کیوں آتا ہے؟ اور اسی طرح بے مروت وہ بے حیا عورتوں پر جو باہر گھومتی پھرتی ہیں اور غیر مردوں سے لاپرواہی اور بے حیائی کے ساتھ باتیں کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک کیا اپنا اور کیا پر ایا سب برابر ہیں۔ (۲۱)

عورت کے بیرون خانہ سرگرمیوں کے جواز میں بڑی سے بڑی دلیل جو پیش کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل میں حصہ لیا تھا، لیکن یہ استدلال جو لوگ پیش کرتے ہیں، انہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا خیال اس بارے میں کیا تھا؟

حضرت قتیبہ بن شیبہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا آپ کے سفر کا مقصد کیا ہے؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

انفی اتیت لاجل الاصلاح بین الناس

یعنی میرے پیارے بیٹے! میں اصلاح بین الناس کے ارادہ سے یہاں آئی ہوں، یہ نیک نیتی روز روشن کی طرح واضح ہے، پھر ایسے شدید فتنہ اور تناؤ کے وقت اصلاح بین المؤمنین کا کام جس قدر اہم دینی خدمت تھی وہ بھی ظاہر ہے لہذا اگر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بصرہ کا سفر محارم کے ساتھ اور پردہ کی مکمل رعایت کے ساتھ کیا ہے تو اس کو مخالفین نے ایک طوفان بنا کر پیش کیا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے احکام قرآن کریم کی خلاف ورزی کی، اس کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟ میں اب واقعہ کی طوالت سے ہٹ کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب فتنہ ختم ہوا تو دونوں حضرات یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اس غیر ارادی قتال کے واقعہ پر سخت غمگین ہوئے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ واقعہ جب بھی یاد آ جاتا تو اتنی روتی تھیں کہ ان کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب تلاوت قرآن کرتی ہوئی اس آیت پر پہنچتیں ”وقرن فی بیوتکم“ تو بے اختیار رو پڑتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا دوپٹہ تر ہو جاتا تھا، کیونکہ اس پر انہیں اپنی وہ بات یاد آ جاتی تھی جو ان سے جنگ جمل میں غیر شعوری طور پر ہوئی تھی، اسی طرح حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس واقعہ پر سخت صدمہ ہوتا تھا، فتنہ ختم ہونے کے بعد مقتولین کی لاشوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یہ فرماتے تھے کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر کر نیا منیا ہو گیا

ہوتا۔ (یعنی مت چکا ہوتا) (۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا خرجت المرأة من بيتها بغير اذن زو لعنتها كل  
ملائك في المساء

جب عورت گھر سے باہر اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر قدم رکھتی ہے تو آسمان  
کے تمام ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، جب تک کہ وہ واپس گھر میں نہ  
لوٹے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو خوش پوشاکی کی عادت مت  
ڈالو اور نہ مزین برقع دو تاکہ وہ گھر کی چار دیواری میں پابند رہیں۔

کیونکہ اس کی اصل جگہ وہی ہے، اگر تم اچھے کپڑے اور عمدہ لباس کی عادت ڈالو گے تو وہ  
اپنی جگہ سے ہٹ کر باہر آجائے گی (اور پھر گھر کی زینت نہیں رہے گی بلکہ سڑکوں اور بازاروں کی  
زینت بن جائے گی اور گھر میں آکر میاں کو پریشان کرے گی، جس حقیقت کا مشاہدہ آج ہم کر رہے  
ہیں)

حضرت امام غزالی رضی اللہ عنہ اکثر عورتوں کے حق میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو  
گھروں میں رہنے کی عادت ڈالو، اس میں دونوں کی کامیابی ہے۔ (۲۳)

آج کل اکثر مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اس ترقی کے دور میں شرع کا اتنا پابند رہنا مشکل ہے،  
پردہ کا اتنا اہتمام دشوار تر ہے، کیونکہ یہ آزادی کا دور ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ یہ ترقی کا زمانہ اور  
آزادی کی دنیا ہے، مگر ساتھ یہ بھی ضرور کہوں گا کہ یہ آزادی اور ترقی غیر محدود بھی نہیں ہے، حق تعالیٰ  
کی طرف سے کچھ حدود و قیود بھی ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہر اہل ایمان پر فرض ہے۔ ورنہ وہ اللہ کا دشمن  
اور دین سے باغی سمجھا جانے کا مثال کے طور پر دنیا کی ہر گورنمنٹ صرف محدود ترقی کی اجازت دیتی  
ہے اور وہ آپ کو مقید بناتی ہے، ترقی غیر محدود کی کوئی بھی گورنمنٹ اجازت نہیں دے سکتی، جو کہ  
آپ کے سامنے روشن ہے، اب اگر کوئی عدم احاطہ واقعات کے سبب یہ کہے کہ گورنمنٹ تو غیر محدود  
ترقی کی اجازت دیتی ہے، چنانچہ بہت سے ذرائع غیر مشروع کی قانون میں اجازت ہے اگر ایسا ہی  
ہے تو آپ آج ہی سے ڈکیتی کیسے دوسروں کے مال زمین چھین چھین کے خوب اپنا مال بڑھائیے،

اس کے بعد اگر آپ عدالت میں پکڑے ہوئے جائیں تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو ترقی کرتے ہیں، بے ایمانی تھوڑی؟ میں پوچھتا ہوں کیا عدالت اس کو قبول کر لے گی، اگر نہیں قبول کرے گی تو پھر ثابت ہو گیا کہ گورنمنٹ نے ترقی کی یہ حد قائم کی ہے کہ ڈکیتی نہ ہو، چوری نہ ہو، ظلم نہ ہو، پس جب گورنمنٹ ترقی کے لئے حدود قائم کر سکتی ہے تو کیا مالک حقیقی اور احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ بھی شریعت میں حدود قائم کرے اور مسلمانوں کو شرع کا پابند کرے؟ یہ کتنی غضب کی بات ہے، کہ گورنمنٹ سے تو غیر محدود ترقی کی امید نہ رکھیں، اور احکم الحاکمین کی طرف سے یہ امید ہو کہ ترقی غیر محدود کی اجازت دیں اور پردہ کا اتنا اہتمام نہ رکھیں، اور خواتین کو آزادی اور بے پردگی کے ساتھ گھروں سے باہر سڑکوں، دفاتروں، کلبوں، بازاروں اور عدالتوں میں گھومنے کی اجازت دیں، واقعی اگر آپ کو ترقی غیر محدود مطلوب ہے تو اجازت دیجئے کہ میں آپ کا کرتہ اتار لوں اور آپ کا مکان و جائیداد چھین لوں، کیونکہ آپ کے نزدیک ترقی کی کوئی حد تو ہے ہی نہیں، اگر آپ کو یہ گوارا ہے تو میں ادب سے عرض کروں گا کہ آپ میرے خطاب کے قابل نہیں، ایسا شخص تو مجنون ہے جس کو ڈاکٹر سے جنون کا سرٹیفکیٹ لینا چاہئے، غرض شریعت نے عورت و مرد کو ترقی کی اجازت دی ہے، مگر اس کی حدود ہیں، ترقی غیر محدود نہیں، ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ شریعت کی حدود کا دھیان رکھے ورنہ وہ مسلمان ہی نہ رہے گا۔ اس ترقی غیر محدود کی وجہ سے آج ہر جگہ فتنہ ہے ہے خواہ مسجد ہو یا حرم ہو۔

بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے جن کا دلچسپ واقعہ ہے ان میں ایک مسلم تھا اور دوسرا غیر مسلم اور تھے دونوں دریا کے شکاری، غیر مسلم غیر اللہ کو سجدہ کرتا تھا، مگر جب مچھلیوں کے لئے جال دریا میں ڈالتا تو اس قدر مچھلیاں اس میں آ جاتی تھیں کہ اس کو کھینچ کر اٹھانا مشکل ہو جاتا تھا، اس کے برعکس مسلمان کے جال میں صرف ایک ہی مچھلی آتی تھی، اور وہ اسی پر صبر کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتا تھا، اور عبادت الہی میں مصروف رہتا تھا، اتفاقاً ایک روز اس مسلمان کی اہلیہ بطور تفریح اپنے پڑوسی کے گھر میں گئی، تو اس کی نظر غیر مسلم کی زوجہ پر پڑی جو زیورات اور بہترین لباس سے آراستہ تھی، یہ دیکھ کر اس مسلمان کی بیوی کے دل میں حرص کا وسوسہ پیدا ہوا، اس لئے اس کی زبان سے یہ بات نکل گئی کہ کاش میں بھی ایسی ہوتی، یہ بات سن کر پڑوسی کی عورت بولی کہ تو اپنے شوہر کو آمادہ کر لے کہ وہ بھی میرے شوہر کے معبود یعنی غیر اللہ کی عبادت کیا کرے، تاکہ تو بھی میری طرح مالدار ہو



جائے اور عیش کر سکے، یہ سن کر اس اللہ پرست کی اہلیہ کچھ غمزہ ہو کر اور اداس چہرہ لے کر اپنے گھر آئی جب اس کا شوہر گھر آیا تو اس نے بیوی کا حال متغیر دیکھ کر دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہے جس کی بنا پر تو منہ بنائے بیٹھی اور اس قدر غمزہ معلوم ہوتی ہے؟ تو وہ کہنے لگی بس میاں یا تم مجھے طلاق دے دو یا اپنے بھائی کے مجھ کی عبادت و پوجا اختیار کرو، یہ سن کر اس کے نیک شوہر نے کہا کہ اللہ کی بندی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی، ایمان کی دولت سے بڑھ کر اور دنیا میں کوئی دولت ہو سکتی ہے، اس کے جواب میں عورت بولی، بس مجھ سے اب زیادہ باتیں مت بناؤ۔ تمہاری یہ روکھی سوکھی باتیں مجھے پسند نہیں ہیں، میں نگلی بھوکی نہیں رہ سکتی جب کہ آس پاس پڑوس کی عورتیں خصوصاً تمہارے بھائی کی بیوی کو میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ زیورات، سامان لذات اور بہترین کپڑوں سے آراستہ رہتی ہے، جب اس مرد مؤمن نے دیکھا کہ عورت ضد پر اتر آئی ہے اور اس کا اصرار حد سے بڑھ چکا ہے تو اس نے عورت کو تسلی دی کہ اچھا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد ایک دن اس کے شوہر نے آخری شب میں جو اجابت دعاء کا وقت ہے۔ زار و قطار رو کر دعا کی اے میرے مالک تو ہمارے حال سے بخوبی واقف ہے، تیرے سامنے کسی بات کے عرض کرنے کی حاجت نہیں، مگر تیری باندی نے مجھے مجبور کر دیا ہے اور ایمان سے بھی ہاتھ دھوٹا چاہتی ہے۔ تو اس کو تقویت ایمان عنایت فرما میں اپنے اور اس کے ایمان کی سلامتی کی درخواست کرتا ہوں اور تو اپنے خزانہ قدرت سے اس کی امید پوری کر دے اور اس غلام کو اس کی کشاکش اور پریشانی سے نجات دے، چنانچہ اس کی دعا پر ایک طاق سے کوئی ہاتھ باہر نکلا جس میں ایسا منور جوہر تھا جس سے پورا گھر منور روشن ہو گیا، پھر وہ ہاتھ غائب ہو کر طاق بند ہو گیا یہ دیکھ کر خاوند نے اپنی اہلیہ کو جگایا کہ جلدی اٹھ خدا نے تیرے دل کی مراد پوری کر دی، یہ سن کر وہ عورت جھنجھلاتی ہوئی بیدار ہوئی اور بولی کہ مجھ کو کیوں جگایا میں تو ایک لطیف خواب دیکھ رہی تھی کہ جنت ہر طرف سے سچی ہوئی ہے اور اس میں ایک نہایت عمدہ مکان ہے جس کی روشنی اور مزین ہے جس کی روشنی کے سامنے آفتاب کی روشنی بھی شرماتی ہے اس زرق برق مکان کو دیکھ کر میں حیرت میں کھوئی ہوئی تھی، جب کچھ ہوش آنے پر میں نے پوچھا یہ عالی شان مکان کس خوش نصیب کو ملے گا۔ تو جواب ملا یہ تم دونوں میاں بیوی کے لئے ہے، یہ سن کر میری خوشی کی انتہاء نہ رہی، پھر کیا دیکھتی ہوں کہ ایک روشن موتی اس مکان سے گم ہو گیا اور وہ مکان بدنما اور نازیبیا معلوم ہونے لگا، میں نے پوچھا یہ کیا ہوا یہاں کا موتی کہاں غائب

ہو گیا؟ تو غیب سے ندا آئی کہ وہ روشن موتی جس سے تیرا مکان روشن تھا تیری خوشحالی اور عیش کے لئے دنیا میں چلا گیا، جس قدر تو دنیا میں راحت و عیش اور رونق و آسودگی چاہے گی، اسی قدر یہاں کی راحتوں اور نعمتوں میں کمی آجائے گی، یہ سن کر میں پریشان ہو گئی، میں اسی کشمکش میں تھی کہ کیا کروں کیا کہوں کہ اچانک تم نے مجھے جگا دیا۔ لہذا اللہ کے دربار میں پھر درخواست کیجئے کہ یہ روشن موتی جہاں سے گم ہوا ہے پھر اپنے مقام میں چلا جائے۔ کیونکہ دنیا کی حیات عارضی اور نعمت و راحت وقتی ہے، اور دنیا بذات خود فانی ہے اس میں رہنے والی ہر چیز کو ایک دن زوال ہے اور عقبی کی ہر چیز لافانی اور دائمی ہے، نہ حیات کا ثبات ہے نہ نعمت کا زوال ہے اور نہ ہی سزا و جزا کا خاتمہ ہے، لہذا باقی مکان کو ناقص بنا دینا انتہائی حماقت و جہالت ہے، اس کے بعد پھر اس کے شوہر نے کمال گریہ و زاری اور منت و انکساری سے عرض کیا کہ خداوند تو بڑا رحیم و حکیم ہے جو تیری حمد و ثنا کرنے کا میرا حق ہے وہ الفاظ میری زبان ادا نہیں کر سکتی، تو نے اپنی باندی کو جنت کی لذتوں کا مزہ چکھا کر دنیا کی عارضی لذتوں سے چھڑا دیا اور اس طرح ایک مخالف کو موافق بنا دیا میں تیری اس عنایت کا کس زبان و دل سے شکر ادا کر سکتا ہوں، تو اچانک اسی طاق سے پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس روشن گوہر کو لے جا کر اس کے مقام پر پہنچا دیا، بعد ازاں وہ اللہ ہی کی عبادت میں مصروف رہ کر انتقال فرما گیا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت اور قدرت سے بخش دے۔ (۲۴)

### شرعی پردہ کے تین درجے

قرآن مجید فرقان حمید کی مختلف آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شرعی پردے کے تین درجے ہیں، ایک سب سے بہتر درجہ دوسرا درمیانہ درجہ اور تیسرا انچلا درجہ ہے۔ مختلف عورتوں کے مختلف حالات کی صورت میں ہر عورت کسی نہ کسی درجہ میں عمل پیرا ضرور ہو سکتی ہے۔ شرع شریف نے انسانی حالات کی وجہ سے اس میں وسعت رکھی ہے۔ پردے کا مدار فتنے پر ہے اور فتنے سے بچنے کے لئے جتنی احتیاط ہو سکے اتنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

① بہترین درجہ:

ارشاد باری تعالیٰ!

وقرن فی بیوتکن

اور تم اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔

لہذا عورت کے لئے پردے کی سب سے اعلیٰ صورت یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری میں وقت گزارے۔ اپنے گھر کو اپنی جنت سمجھے۔ عورت گھر کام کاج اور ذکر و عبادت سے فارغ ہوتو گھر کے صحن میں کھیل کود سکتی ہے۔ لڑکیاں آپس میں آنکھ پھولیاں کھیلیں، رسی پھلانگیں، بلکی پھلکی ورزش کریں ٹریڈ مل مشین پر دوڑ لگائیں، صحن چھوٹا ہو تو پردے والی چھت استعمال کی جاسکتی ہے تاکہ ورزش بھی ہو جائے اور غیر مردوں کی نظروں سے دور اپنے گھروں میں مستور عورتیں اپنی دنیا میں مست رہیں۔ نہ ذر نہ خوف نہ فکر نہ غم، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے جسمانی ورزش کی ضرورت بھی پوری ہو۔ اکثر عورتیں گھر میں جھاڑو، کپڑے دھونے، استری کرنے کھانا پکانا، صفائی ستھرائی وغیرہ کے کام کر کے تھک جاتی ہیں، مزید ورزش کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔

لہذا گھر میں رہتے ہوئے عورت کی ہر ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت ولایت کے درجات پانے والی اور قرب الہی کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے۔

② درمیانہ درجہ:

اگر باہر مجبوری عورت کو گھر سے نکلنا ہی پڑے تو برقعہ یا چادر میں خوب اچھی طرح لپٹ کر نکلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّنَا ذٰلِكَ يَرْضٰكَ اللّٰهُ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اپنے اوپر چادر اوڑھ لیں۔

آج کل پردہ دار خواتین برقعہ پہن کر جسم کو چھپالیتی ہیں۔ جب کہ دستانے اور جرابیں پہن کر ہاتھ پاؤں کی زینت چھپالیتی ہیں۔ جبکہ بعض علاقوں میں شل کا برقعہ زیر استعمال ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ جلباب کے ضمن میں آتا ہے اسی طرح دیکھنے والے غیر مردوں کو قدر و قامت اور جسامت کا اندازہ ہو بھی جائے تو بھی زیب و زینت چھپی رہنے کی وجہ سے فتنے کا اندیشہ کم ہوتا ہے۔ یہ احتیاط کرنی ضروری ہے کہ برقعہ اتنا نقش و نگار والا نہ ہو کہ دیکھنے والا سمجھے کہ اندر حور کی بچی موجود ہے۔ مردوں کی حریص نگاہیں عورت کے بقیہ جسم پر نہ بھی پڑیں تو بھی ہاتھ پاؤں پر نظر ڈالتے ہی عورت کے حسن و جمال کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ اس لئے ہاتھ پاؤں بھی چھپانے ضروری ہیں۔ یہ پردے کا درمیانی درجہ ہے۔ اس درجے پر عمل کرنے والی عورت تقویٰ پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوتی ہے۔

## ⑤ آخری درجہ:

پردے کا آخری درجہ یہ ہے کہ عورت مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلے اور چادر یا برقعہ اس طرح پہنے کہ اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں وغیرہ کھلی ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (۱۲۳ اے)

اپنا سنگھار نہ دکھلائیں مگر وہ جو خود ظاہر ہو جائے۔

عورت کے لئے اپنی زینت کی کسی چیز کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو ہی جاتی ہے۔ یعنی کام کاج اور نقل و حرکت کے وقت جو چیزیں عادیہ کھل ہی جاتی ہیں اور ان کا چھپانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ان کے اظہار میں کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد ہتھیلیاں اور چہرہ میں اور ہتھیلیاں کھولنا بھی جائز نہیں۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر لین دین کی ضرورت کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں کھلی ہوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا مگر اس آیت سے یہ بات کہیں ثابت نہیں ہوتی کہ مردوں کو ان کے اعضاء کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ مردوں کے لئے تو حکم وہی ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ شرعی ضرورت کے بغیر عورت کے ہاتھ پاؤں چہرے کو نہ دیکھیں۔

## چہرہ کے پردہ کا مفہوم

آج کل بعض نام نہاد جدت پسند دانشوروں کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ بڑی شد و مد سے کیا جا رہا ہے کہ اسلام میں حجاب کا حکم تو ہے لیکن اس میں چہرے کا پردہ شامل نہیں، حالانکہ حسن و زینت کا اصل مرکز تو انسان کا چہرہ ہے اور آج کے فتنہ و فساد اور غلبہ ہوس کے زمانے میں اس کا چھپانا زیادہ ضروری ہے۔ علاج معالجہ یا عدالتی گواہی اور پہچان کی شرعی ضرورت کے علاوہ عورت کے لئے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ چند دلائل درج ذیل ہیں:

✽ قرآن مجید نے فاسئلوهن من وراء حجاب کا حکم دے کر بات کھول دی ہے کہ چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے۔ اگر چہرہ کھولنا ہوتا تو پردے کے پیچھے سے بات چیت کا حکم بے معنی ہوتا۔

✽ جب پردے کی آیات یدنین علیہن من جلا بیہن نازل ہوئیں تو ازواج

مطہرات کو تعلیم دی گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنا چہرہ چھپائیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ معاذ اللہ ننگے سر پھرتی تھیں اور پردے کی آیات کے ذریعے ان کو سر چھپانے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر اپنی چادریں لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں۔ امام محمد بن سیرین نے حضرت عبیدہ بن سفیان بن الحارث سے دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے چادر اوڑھ کر طریقہ بتایا خود اپنی پیشانی ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (۲۵)

● کتب حدیث ابوداؤد، ترمذی، موطا وغیرہ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حالت احرام میں چہروں پر نقاب ڈالنے اور دستانے پہننے سے منع فرما دیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لئے نقاب اور ہاتھوں کو چھپانے کے لئے دستانوں کے استعمال کا رواج عام ہو چکا تھا۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مرد ہمارے قریب سے گزرتے اور ہم عورتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے اپنے چہرے پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو منہ کھول لیتی تھیں۔

● زواج میں ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب نقل کیا ہے عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں ستر عورت کے فرض میں داخل نہیں ان کو کھول کر بھی نماز ہو سکتی ہے مگر غیر محرم مردوں کو ان کا دیکھنا بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں۔ یعنی عورت کے لئے ان کا دکھانا جائز نہیں۔

● امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے کہ غیر محرم عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں پر نظر ڈالنا شرعی عذر کے بغیر جائز نہیں۔

● علامہ شامی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

والمعلی تمنع من الكشف لعوف ان يري الرجال وجهها  
فتقع الفتنة

عورت کو چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا تاکہ مرد دیکھنے نہ پائیں، اور فتنة

میں مبتلا نہ ہوں۔

انگریزی کا مقولہ ہے:

### Face is Index of Mind

چہرہ دماغ کی فہرست ہوتا ہے۔

لہذا کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر اس کی پوری شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے شرم و حیا نیکی بدمی، غم و خوشی کا اندازہ چہرے سے ہی ہو جاتا ہے۔ لہذا چہرے کا چھپانا ضروری ہے۔

جب کسی لڑکی کا رشتہ پسند کیا جاتا ہے تو اس کا چہرہ دیکھا جاتا ہے اگر کسی لڑکی کا چہرہ چھپا دیا تو کیا بقیہ اعضائے جسمانی کو دیکھ کر کوئی اس کی شخصیت کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کا پردہ انتہائی ضروری ہے۔

اگر غیر محرم مرد عورت ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ لیں تو بغیر بات چیت اور گفتگو کے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ بقول شاعر

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے  
چونکہ چہرہ ہی سب سے زیادہ محلِ فتنہ ہے لہذا چہرے کو پردے سے مستثنیٰ کرنا جہالت اور گمراہی کی دلیل ہے۔ (۲۶)

اگر کسی محفل و مجلس میں پردے کا مسئلہ چھڑ جائے تو بے پردہ عورتیں تڑپ اٹھتی ہیں اور اپنی بے پردگی کو جائز ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کے اعتراضات کرتی ہیں۔ اس طرح بے پردگی جائز نہیں ہو سکتی۔ البتہ ان کے گناہ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے والا اگر توبہ کرے تو گناہ جلدی معاف ہو جاتا ہے جب کہ گناہ کو جائز سمجھ کر کرنے والا تو کفر کی حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ پردہ آنکھوں کا ہوا کرتا ہے انہیں چاہیے کہ پھر ننگے پھرا کریں انہیں کیا ضرورت ہے کپڑوں میں ملبوس رہنے کی۔ ذرا بے لباس ہو کر گھر کی عورتوں کے سامنے ہی آئیں تو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی۔ یہ اعتراض وہی عورتیں کرتی ہیں جن کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے یا جن کے مردوں کی عقل پہ پردہ پڑ جاتا ہے۔

بے پردہ نظر آئیں کل مجھے چند بیبیاں اکبر زمین میں غیرت قومی سے گزر گیا  
 پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا  
 ہمارے خیال میں ایسے اعتراضات اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل پہ غفلت کا پردہ پڑ  
 جاتا ہے۔ عام دستور یہی ہے کہ پہلے آنکھوں سے پردہ اترتا ہے اس کے بعد چہرے سے پردہ اٹا رہا  
 جاتا ہے۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ پردہ تعلیم کے راستے میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ معین و مددگار ہے۔ جن  
 تعلیمی اداروں میں لڑکے اور لڑکیاں مخلوط تعلیم پاتے ہیں وہاں آئے دن نئے نئے افسانے جنم لیتے  
 ہیں۔ لڑکیاں بن سنور کر اپنے حسن کی زکوٰۃ نکالنے آتی ہیں اور لڑکے ان کی سحر طرازیوں کی وجہ سے  
 ان پر ڈورے ڈالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ نہ لڑکیوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے نہ ہی  
 لڑکوں کی توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے۔ بیچاروں کا حال کچھ اس طرح ہوتا ہے۔

کتاب کھول کے بیٹھوں تو آنکھ روتی ہے ورق ورق تیرا چہرہ دکھائی دیتا ہے  
 اور کئی جگہوں پر تو پرفیسر لڑکیوں پر قربان ہوتے پھرتے ہیں۔

جب میٹھا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی کون راہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے  
 ان تمام مسائل کا بہترین حل یہی ہے کہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ ہوں اور لڑکوں کے  
 تعلیمی ادارے الگ ہوں۔ لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کے چہرے پڑھنے کے بجائے کتابوں کے  
 پڑھنے میں مشغول رہیں۔

کیا عورت کا فقط گھر سے نکل کر دفتروں میں، کلبوں میں اور پبلک مقامات پر آجانا  
 معاشرتی ترقی ہے یا کیسے ہو کر اپنی ان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ترقی ہے جو قدرت کی طرف سے دی  
 گئی ہیں۔ عورت کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ معاشرے کو بہترین نسل مہیا کرے جو مستقبل کی  
 معمار بن سکے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب عورت گھر میں رہ کر کیسوی کے ساتھ اپنی اولاد کی تربیت  
 کرے۔

### قید اور پردہ کا فرق

ترقی کو اہل مغرب کے معیار پر دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ترقی کو اس معیار سے دیکھنے کی  
 ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے قائم کیا ہے۔

قید اور پردے کے الفاظ و معانی میں بہت زیادہ فرق ہے۔ قید کہتے ہیں کسی شخص کو اس کی مرضی و منشاء کے خلاف کسی جگہ بند کر دینا۔ جب کہ پردہ کہتے ہیں عورت کا اپنی خوشی سے غیر مردوں کی نظر سے اوجھل رہنا۔ قید کا منشا ہوتا ہے۔ لوگ اس شخص کے شر سے بچ جائیں جب کہ پردے کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ عورت غیر مردوں کے شر سے بچ جائے۔ جب کوئی شخص اپنا لباس تبدیل کرنا چاہے تو وہ پسند نہیں کرتا کہ دوسرے لوگ اس کا ستر دیکھیں لہذا وہ کسی کمرے میں یا دیوار وغیرہ کی اوٹ میں لباس تبدیل کر لیتا ہے تو اسے قید نہیں کہتے پردہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قید مجبوری سے ہوتی ہے جب کہ پردہ خوشی سے ہوتا ہے۔

قید انسان کے جرم کی سزا کے طور پر ہوتی ہے جب کہ پردہ تو انعامات الہیہ حاصل کرنے کی نیت سے ہوتا ہے۔ لہذا عورت پردے میں رہ کر قید نہیں ہوتی بلکہ بہت ساری آفتوں مصیبتوں سے آزاد ہو جاتی ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ پردے والیوں میں بھی گز بڑے پردگی کی وجہ سے ہوتی ہے اگر وہ بے پردگی سے کلی طور پر بچ جائیں تو گز بڑ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک نکتہ غور طلب ہے کہ اگر پردے والیاں بھی تھوڑی سی بے پردگی کرتی تھتی ہیں تو گز بڑ ہو جاتی ہے تو پھر جو عورتیں پردہ کرتی ہی نہیں ان سے کیا کچھ ہو جاتا ہوگا۔ اس لئے دیکھا گیا ہے کہ بے پردہ پھرنے والی عورتوں کا اکثر وقت اپنے کارناموں پر پردہ ڈالنے میں گزر جاتا ہے۔

دیکھنے والے تو تین بچوں کی ماں کو بھی دیکھنے سے باز نہیں آتے۔ پھر تین بچوں والی ماں کے کیا کہنے۔ اعتراض کرنے والی نے کیسے فیصلہ کر لیا کہ اب ہمیں کون دیکھتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر بالفرض کسی نے دیکھ لیا تو شامت تو آپ کی ہی آئے گی۔ ایسے فضول بہانوں سے بے پردگی جائز تو نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی ان سے سوال کرے کہ کیا آپ تین بچوں کی ماں بننے کے بعد خاندان کی توجہ کے قابل نہیں رہیں۔ اگر خاندان کی ضرورت آپ سے پوری ہو سکتی ہے تو پھر غیر مرد کے لئے کیا رکاوٹ ہے۔ عربی کا مقولہ ہے:

لکل ساقطة لاقطه

ہر گری پڑی چیز کو اٹھانے والا کوئی نہ کوئی ہوتا ہے۔



## بے پردگی کا عبرتناک انجام

فرنگی ماحول میں محرم غیر محرم اور پردہ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ عریانی اور فحاشی اپنے عروج پر ہے۔ پڑھے لکھے تہذیب یافتہ لوگ دین سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے حیوان ناطق بنے ہوئے ہیں۔ گھروں میں بچوں کے سامنے ماں باپ بوس و کنار میں مشغول ہوتے ہیں۔ عورتیں اور مرد گھروں میں مختصر لباس پہن کر پھرتے ہیں۔ مرد اور عورت اپنی خوشی سے زنا کریں تو اسے قانون کی نظر میں جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔ اندرونی کیفیت دو واقعات سے واضح ہو سکتی ہے۔

① حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی فاطمہؓ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہم نے آپ کو روتے دیکھا۔ میں نے پوچھا، آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ﷺ کیوں رورہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علیؓ! میں نے معراج کی رات اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ ان کو مختلف طریقوں سے عذاب دیا جا رہا ہے۔ آج مجھے وہ منظر یاد آیا تو شفقت و رحمت کی وجہ سے مجھے رونا آ گیا۔

میں نے پہلی عورت کو دیکھا کہ اس کو سر کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور اس کا دماغ ابل رہا ہے۔ دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان کے ذریعے الٹا لٹکا دیا گیا ہے اور گرم پانی اس کے حلق میں اندھا جا رہا ہے۔ میں نے تیسری عورت کو دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں کو اس کی چھاتیوں کے ساتھ اور دونوں ہاتھوں کو اس کی پیشانی کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ میں نے چوتھی عورت کو دیکھا کہ اس کو اس کے پستانوں کے ذریعے الٹا لٹکا دیا گیا ہے۔ میں نے پانچویں عورت کو دیکھا کہ اس کا سر سر کے سر کی مانند ہے جب کہ بقیہ بدن گدھے جیسا ہے۔ میں نے چھٹی عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے جیسی ہے اور آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی ہے اور اس کے پاخانے کے راستے سے باہر نکلتی ہے، فرشتے آگ کے بنے ہوئے گرزوں سے اسے سر پر چوٹ لگا رہے ہیں یہ سن کر سیدہ فاطمہؓ کھڑی ہو گئیں اور عرض کیا اے میرے پیارے ابو جان! میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ان عورتوں نے کیا گناہ کئے تھے، جس کی وجہ سے اتنی سزا دی جا رہی تھی؟

نبی علیہ السلام نے فرمایا بیٹی! پہلی عورت جسے سر کے بالوں سے باندھ کر لٹکا دیا گیا تھا وہ مردوں سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی تھی۔ (ننگے سرگلی کوچہ بازار میں پھرنے کی عادی تھی)

دوسری عورت جسے زبان کے ذریعے لٹکا یا گیا تھا اس کا تصور یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی (اس کے سامنے زبان چلانے کی عادی تھی)

تیسری عورت جس کو پستان سے لٹکا یا گیا تھا وہ بدکار عورت تھی جو غیر مردوں سے زنا کی مرتکب ہوتی تھی۔ چوتھی عورت جس کے دونوں پاؤں چھاتی سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے باندھ دیئے گئے اور اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیئے گئے۔ وہ عورت حیض اور جنابت کے بعد اچھی طرح فرض غسل سے اپنے بدن کو پاک صاف نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔

پانچویں عورت جس کا سر سورجیسا اور جسم گدھے جیسا تھا تو یہ عورت چغل خوری کرتی تھی اور جھوٹ بولتی تھی۔

چھٹی عورت جس کی شکل کتے جیسے تھی اور آگ کے منہ میں داخل ہو کر پاخانے کے راستے باہر نکلتی تھی تو یہ وہ عورت تھی جو حسد کرتی تھی اور احسان جتلاتی تھی۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:-

ان امرأة كانت من المترجمات في الدنيا و كانت تخرج من بيعتها متبرجة، فماتت فرأها بعض اهلها في المنام وقد عرضت على الله عز وجل في ثياب رفاق، فهبت ريح فكشفها فأعرض الله عنها وقال خذوا بها ذات الشمال الى النار فانها كانت من المترجمات في الدنيا (۲۶ اے)

ایک عورت دنیا میں بہت بن سور کر بے پردہ رہتی تھی۔ اسی زیب و زینت کے ساتھ بے پردہ گھر سے باہر جایا کرتی تھی۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے بعض رشتہ داروں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اسے پہلے اور باریک کپڑوں میں پیش کیا گیا۔ اتنے میں ایک زوردار ہوا کا جھونکا آیا اور اسے ننگا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اسے جہنم کی بائیں جانب پھینک دو کیونکہ یہ دنیا میں بن سنور کر بے پردہ رہا کرتی تھی۔ (۲۷)

بے پردگی کی تکلیف دردناک، اس کے خطرات عظیم اور اس کے نتائج برے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آئین)

حوالہ جات:

- ۱۔ سورہ الاعراف، آیت ۸
- ۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، ناشر مکتبہ رحمانیہ اقرا سینٹر اردو بازار، لاہور، حدیث نمبر ۴۷۹۰، ج ۲، ص ۲۰۴
- ۳۔ ذوالفقار احمد، حافظ، حیا اور پاکدامنی، ناشر مکتبہ الفقیہ ۲۲۳، سنت پورہ فیصل آباد، ص ۸۷-۸۶-۸۵
- ۴۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۳
- ۵۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اقرا سینٹر اردو بازار لاہور، ص ۱۳۹
- ۶۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۳
- ۷۔ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ المعارف کراچی، ج ۷، ص ۲۲
- ۸۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، ج ۲، ص ۲۱۹
- ۹۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۳-۵۲
- ۱۰۔ سورہ الاحزاب، آیت ۵۵
- ۱۱۔ سورہ النور، آیت ۶۰
- ۱۲۔ محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ المعارف، کراچی، ج ۷، ص ۲۱۵
- ۱۳۔ سورہ الاحزاب، آیت ۳۳
- ۱۴۔ کمال الدین، تحفة النساء، ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ج ۲
- ۱۵۔ کمال الدین، تحفة النساء المعروفہ پرده و حقوق زوجین،

- ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور،  
ص ۳۲ تا ۴۷
- ۱۶۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار،  
لاہور، ج ۲، ص ۱۱۷
- ۱۷۔ کمال الدین، تحفة النساء، مشتاق بک کارنر اردو بازار، لاہور،  
ص ۳۶
- ۱۸۔ کمال الدین، تحفة النساء، مشتاق بک کارنر اردو بازار، لاہور،  
ص ۳۶
- ۱۹۔ غزالی، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور،  
ص ۹۲
- ۲۰۔ غزالی، احیاء العلوم، ایضاً، ج ۲، ص ۱۱۳
- ۲۱۔ غزالی، تحفة النساء، المشتاق بک کارنر اردو بازار، ص ۳۷
- ۲۲۔ محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، تفسیر معارف القرآن، ادارۃ المعارف  
کراچی، ج ۷، ص ۱۳
- ۲۳۔ امام غزالی، احیاء العلوم، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور،  
ج ۲، ص ۱۱۷
- ۲۴۔ کمال الدین، تحفة النساء، المشتاق، بک کارنر اردو بازار،  
لاہور، ص ۵۳
- A-۲۴۔ النور۔ ۳۱
- ۲۵۔ ذوالفقار احمد، حیا و پاکدامنی، مکتبہ الفقیر فیصل آباد،  
ص ۱۵۰
- ۲۶۔ ذوالفقار احمد، حیا اور پاکدامنی، مکتبہ الفقیر فیصل آباد،  
ص ۱۰۶-۱۰۷
- A-۲۶۔ الکبائر للذہبی ۱۷۷
- ۲۷۔ ایضاً، ص ۱۱۷ تا ۱۱۹



## ادیان و مذاہب میں خواتین کا مقام

ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین

اسسٹنٹ پروفیسر

گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس کراچی

### ABSTRACT

**Dr. Hafiz Syed Ziauddin**

The woman is the most important part of a Civilisation from the beginning of the human community in every period of time, because of a woman a man peoples his life. As allah himself has said. *ليسكن الهيا*, translation, "So he (man) gets relax from har(woman.)" In human community woman is a very delicate being for her it is very hard to achieve honour and greatness in the community without man, and, similarly it is much haled for man to achieve glory without his wife (woman).

Woman is a very feeble element of human community in every reign they were tyrannized and afflicted. In inhale states woman were not treated well. Believers of certan religions considered woman's as their maids. In some religious they treated woman even worse then animals and disgraced some of them thought of then as devils and watched them with contempt eye. Some ever concluded that

staying acuity from women is the reason to get a better life. Islam took out woman from pit hole of disgrace and granted them with honors it also prevailed their rights and deities. Islam had emphasized people to treat their woman with kindness. Islam explains that if a woman is a nether then heavens are under her fact and if she is a daughters then she is blessing of Allah and if she is a sister she is to be honored. Virtuous and kind woman's are said to be pious and best in the world.

انسانی معاشرہ کے ابتداء ہی سے ہر دور میں عورت کا ایک اہم فرد رہی اور رہے گی۔ عورت ہی کی وجہ سے مرد کو دنیا میں خوشی اور سکون ملا۔ ارشاد خداوندی ہے لَيْسَ كُنَّ اَلْيَهَا (۱) ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے لَيْسَ كُنَّ اَلْيَهَا (۲) عورت انسانی معاشرے میں ایک صنفِ نازک کی حیثیت رکھتی ہے، مرد و عورت دونوں دنیا میں عزت و شرف حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ لیکن عورت کو اس احتیاج کی مرد کی بہ نسبت زیادہ ضرورت رہی تھی اور رہے گی۔

انسانی معاشرہ اور اس کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہر زمانے میں اس صنفِ نازک پر ظلم و ستم ہوتا رہا ہے اور یہ عورت اس ظلم و ستم کو سہتی رہی ہے۔ یہ بے چاری کبھی باپ کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بن کر قتل کر دی گئی، کبھی بھائی کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بنی، کبھی شوہر جو اس کا جیون ساتھی ہے کے ہاتھوں قتل ہوئی اور کبھی معاشرے کے کسی فرد نے اس کی عزت و آبرو کو تار تار کر کے اسے مار ڈالا یوں یہ مظلوم معاشرہ کے ہر فرد کے ہاتھوں ظلم و ستم کا نشانہ بنتی رہی۔

عورت انسانی معاشرے کا ایک ضعیف عنصر ہے جس کا معاشرے میں کسی سہارے کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے۔ بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ ہر زمانے میں اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ اس بیچارے عورت نے جس کا سہارا اختیار کیا اس نے ہی اسے ظلم و ستم کی چکی میں پیس